Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم ،ایچ۔۱۵،اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 3, Vo ,July- September,2025

شمارہ۳، جلد۷، جولائی— ستمبر، ۲۰۲۵

سوشل میڈیا کے مفید استعمال اور تعلیم و تربیت میں ریاستی ذمہ داریاں: سیرت النبی کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Positive Use of Social Media and the Responsibilities of the State in Education and Nurturing
(An Analytical Study in the Light of the Seerah of the Prophet (PBUH))

Sara Noor[1]
Dr. Janus khan[2]

ABSTRACT

This paper presents a critical examination of the constructive use of social media in education and moral development, contextualized within the ethical framework of the Seerah of the Prophet Muhammad (PBUH). As digital technologies increasingly shape societal behaviours and cultural discourse, social media has emerged as both a tool of empowerment and a source of ethical disruption. The study analyses how Prophetic principles such as truthfulness, wisdom in communication, communal guidance, and moral restraint offer a comprehensive model for ethical digital engagement. Central to this investigation is the dual responsibility of the state: first, to regulate digital environments to protect society from misinformation, moral decay, and ideological manipulation; and second, to promote value-based, educational content that reinforces Islamic ethics and civic responsibility. The research argues that state governance must integrate Islamic moral philosophy into media policy, educational curricula, and digital literacy initiatives. Through an interdisciplinary lens, the paper proposes a framework for responsible media strategy that aligns technological advancement with spiritual integrity and educational excellence, thereby positioning the state as a key actor in shaping ethically sound digital societies.

Keywords: Social Media, Social Ethics, Seerah of the Prophet (PBUH), Educational Philosophy, Moral Development, State Responsibility,

میڈیا در حقیقت معاشرتی شعور، فکری رجحانات اور اجتماعی رائے سازی کا ایک طاقتور ذریعہ ہے، جو انسانوں کے درمیان خیالات، معلومات،اور جذبات کے تبادلے کو ممکن بناتا ہے۔ابلاغ کی اس قوت کو تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: روایتی میڈیا(اخبارات، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ)، طباعتی میڈیا(کتب و رسائل)اور جدید ڈیجیٹل میڈیا(انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، بلاگز، یوٹیوب، ویب سائٹس وغیرہ)، دیگر سوشل میڈیا

[1] PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Malakand, KPK- Pakistan. saranoorhayat@gmail.com.

[2] Professor, Department of Islamic Studies University of Malakand, KPK- Pakistan.

پلیٹ فارمز (جیسے فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام وغیرہ) نے ایک مرکزی کردار اختیار کر لیا ہے[3]۔ دورِ حاضر میں سوشل میڈیا نہ صرف معلومات کی ترسیل بلکہ تعلیم، تربیت، عوامی رائے سازی، سماجی تحریکوں اور قومی بیانیے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ مارشل میکلوہن[4] نے بجا طور پر کہا تھا کہ "The medium is the message"، یعنی پیغام کی نوعیت اس کے ذریعہ ابلاغ سے منسلک ہوتی ہے[5]۔ نیل پوسٹ مین[6] کے مطابق جدید ذرائع ابلاغ نے معلومات کو تفریح کے قالب میں ڈھال دیا ہے، جس سے سماجی رویّوں اور تعلیمی اقدار پر گہرا اثر پڑتا ہے[7]۔ چنانچہ ایسے ذرائع کا بامقصد اور ذمہ دارانہ استعمال نہ صرف فرد کی تربیت بلکہ ریاست کی فکری سلامتی کے لیے بھی ناگزیر ہے۔

سوشل میڈیا کی انقلاب آفرینی

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا ایک ایسا انقلاب آفریں ذریعہ ابلاغ بن چکا ہے، جس نے دنیا کے سماجی، ثقافتی اور فکری سانچوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ یہ صرف تفریح یا معلومات کی ترسیل کا ذریعہ نہیں رہا، بلکہ رائے سازی، نظریاتی کشمکش اور فکری محاذ آرائی کا میدان بھی بن چکا ہے۔ اس کے فوائد سے انکار ممکن نہیں، لیکن اگر اسے بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہی ذریعہ انحطاط، گمراہی اور انتشار کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

---

3 ڈاکٹر نور حیات خان، دور جدید میں میڈیا کی ضرورت واہمیت اور حقیقتِ احوال، (البصیرہ 2، شمارہ 2، دسمبر 2013)، ص 51–83۔

4 مارشل میکلوہن (Marshall McLuhan) کینیڈا کے ایک مشہور فلسفی، ماہر ابلاغیات (communication theorist) اور ادیب تھے۔ وہ 1911ء میں پیدا ہوئے

اور 1980ء میں وفات پائی۔ انہیں میڈیا تھیوری کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے چند اہم تصورات یہ ہیں:

ا۔ The medium is the messageیعنی اصل اثر اُس پیغام سے زیادہ اُس "میڈیم" کا ہوتا ہے، جس کے ذریعے وہ پہنچایا جاتا ہے (جیسے کتاب، ریڈیو، ٹی وی یا انٹرنیٹ)۔

۲۔ Global Villageارشل نے پیشن گوئی کی تھی کہ الیکٹرانک میڈیا دنیا کو ایک "گلوبل ویلج" بنا دے گا، جہاں دوریاں کم ہو جائیں گی اور لوگ ایک دوسرے سے فوراً جڑ

سکیں گے۔ ۳۔ انہوں نے بتایا تھا کہ میڈیا نہ صرف معلومات پہنچاتا ہے بلکہ یہ ہمارے سوچنے اور معاشرتی رویّوں کو بھی بدل دیتا ہے۔ اس وجہ سے انہیں آج میڈیا اسٹڈیز، کمیونیکیشن اور کلچرل اسٹڈیز میں بنیاد رکھنے والا مفکر سمجھا جاتا ہے۔ (https://www.britannica.com/biography/Marshall-McLuhan)

5 Marshall McLuhan, Understanding Media: The Extensions of Man (New York: McGraw-Hill, 1964), p. 7

6 نیل پوسٹ مین (Neil Postman) ایک امریکی ماہرِ تعلیم، ادیب اور میڈیا کلچر کے نقّادوں میں سے تھے، جو 1931ء میں پیدا ہوئے اور 2003ء میں دنیا سے چل بسے۔ شہرت کی وجہ میڈیا کے معاشرتی اور ثقافتی اثرات پر تنقیدی کتابوں اور لیکچرز ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ ٹیلی وژن اور جدید میڈیا صرف تفریح نہیں بلکہ ہمارے سوچنے، پڑھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے طریقے کو بھی بدل دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب معاشرہ سنجیدہ مسائل کو بھی تفریح کے انداز میں دیکھنے لگے، تو علم اور حقیقت پسندی کمزور ہو جاتی ہے۔ وہ خاص طور پر امریکی کلچر پر میڈیا کے اثرات کے سخت ناقد تھے۔ ان کے مشہور کتابوں میں Amusing Ourselves to Death، Technopoly ٹیکنالوجی کی "پوجا" اور Teaching as a Subversive Activity ہیں۔ مارشل میکلوہن کے بعد وہ میڈیا کے بڑے نقّادوں میں شمار ہوتا ہے۔ (https://www.britannica.com/biography/Neil-Postman)

7 Neil Postman, Amusing Ourselves to Death: Public Discourse in the Age of Show Business (New York: Viking Penguin, 1985), p. 16.

سوشل میڈیا ایک ایسا میدان ہے جس میں مہارت حاصل کر کے خیر کو عام اور شر کو محدود کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ انفرادی جدوجہد کے ساتھ اجتماعی جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کی قیادت صرف وہی ریاست کر سکتی ہے جو اپنی فکری و نظریاتی اساس سے جڑی ہوئی ہو۔ لہٰذا ناگزیر ہے کہ ایسے فکری و اخلاقی شہسوار پیدا کیے جائیں، جو اس میدان میں بصیرت و حکمت کے ساتھ قدم رکھ سکیں، سچائی کے علم بردار ہوں، اور سوشل میڈیا کے شر کو خیر میں بدلنے کا ہنر رکھتے ہوں۔ یہ فکری جدوجہد عین وہی جہاد ہے جس کی طرف قرآن میں یوں اشارہ کیا گیا ہے: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾[8] جس کی آج کے دور میں بہت بڑی ضرورت ہے، جس کی سرپرستی ریاست کے ذمہ ہے۔ جس کے ذریعے سوشل میڈیا کے شر سے مستقبل کے معمارانِ قوم کو بچایا جا سکتا ہے، اسی فکری میدان کی اہمیت کو عرب شاعر ابو فراس الحمدانی[9] نے یوں بیان کیا: "عَرَفتُ الشَرَّ لا لِلشَر لَكِن لِتَوَقّيهِ ومَن لا يَعرفُ الخيرَ منَ الشَّرِّ يقَعْ فيهِ"[10] میں نے شر کی معرفت، شر کے لیے حاصل نہیں کی بلکہ اس سے بچنے کے لیے کیونکہ جو خیر کے مقابلے میں شر سے آگاہ نہیں ہوتا، اسے شر میں پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا، یہ دور فکری و اخلاقی بصیرت اور ریاستی سرپرستی کا متقاضی ہے تاکہ سوشل میڈیا کو قومی تعمیر، نسلِ نو کی تربیت، اور تہذیبی استحکام کا ذریعہ بنایا جا سکے۔

سوشل میڈیا خیر و شر کی دودھاری تلوار

سوشل میڈیا اگرچہ اصلاحِ معاشرہ اور ابلاغِ خیر کا مؤثر ذریعہ ہے، تاہم یہ خیر و شر کی دودھاری تلوار بھی ہے، جس کے مفید اور مثبت استعمال کے لیے علمی بصیرت، اخلاقی شعور، اور ریاستی رہنمائی ناگزیر ہے۔ اسلامی شریعت اور سیرتِ نبوی ﷺ کا اصول سدّ الذریعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ خیر کی راہ میں موجود ان عوامل کو بھی روکا جائے جو شر کے امکان کو جنم دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾[11] اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف "زنا نہ کرو" نہیں فرمایا بلکہ "اس کے قریب بھی نہ جاؤ" فرما کر ہر اس عمل سے روک دیا جو اس فحش عمل کی طرف لے جا سکتا ہو۔ اس اصول کے مطابق شریعتِ مطہرہ صرف ظاہر پر نہیں بلکہ نتائج اور اسباب پر بھی نظر رکھتی ہے، تاکہ برائی کے دروازے بند کیے جا سکیں۔ یہی اصول نبی کریم ﷺ نے حدیث میں واضح فرمایا: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ))[12] کہ تنہائی بذاتِ خود کوئی گناہ نہیں، لیکن چونکہ اس سے فتنہ یا زنا

---

[8] اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے (القرآن، 78:22)۔

[9] ابو فراس حمدانی (الحارث بن سعيد بن حمدان التغلبي: 320-357ھ=932-968م) کی ولادت الموصل میں ہوئی، جو دسویں صدی کے ایک عظیم عرب شاعر اور حمدانی خاندان کے شہزادے اور مشہور حکمران و سرپرستِ ادب سیف الدولہ حمدانی کے چچازاد بھائی تھے۔ وہ ایک باصلاحیت شاعر ہونے کے ساتھ ایک دلیر سپہ سالار اور جنگجو بھی تھے۔ رومیات کے نام سے معروف قصائد کی وجہ سے مشہور ہے، جو اس وقت انہوں نے کہے جب وہ کئی برس سطنطنیہ میں رومیوں کی قید (351ھ) میں تھے۔ ان کی شاعری میں جذبہ آزادی، جرأت، ذاتی درد، عشق اور عربی وقار کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ ابو فراس حمدانی کو عربی ادب میں فخر و حماسی شاعری کے بڑے ستونوں میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کے کلام میں دل کی سچائی اور بہادری جھلکتی ہے۔ آپ کی ذمہ داری میں کئی علاقے جیسے منبج (جو حلب اور فرات کے درمیان واقع ہے) حمص، وغیرہ شامل تھے اور شام کے مختلف حصوں میں بھی آتے جاتے رہے۔ (دیکھئے: خیر الدین بن محمود، الزرکلی الدمشقی (المتوفی: 1396ھ)، الأعلام، (دار العلم للملایین، 2002م)، ج2، ص155)۔

[10] محمد بن أبي بكر ، ابن قيم الجوزية ، مفتاح دار السعادة ، (دار الكتب العلمية بيروت، س ن)، ج1، ص296۔

[11] القرآن، 32:17

[12] بخاری، محمد بن اسماعيل ،الجامع الصحيح، (دار ابن كثير ، اليمامة ،بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة ، جامعة دمشق)، باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم والدخول على المغيبة، حدیث: 5233۔

جیسے بڑے گناہ کا امکان پیدا ہو سکتا ہے، اس لیے شریعت نے اس صورت حال کو ابتداء ہی سے ممنوع قرار دے دیا ہے تا کہ فتنہ و فساد کے دروازے بند کیے جا سکیں۔

خیر و شر کی یہ جنگ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی، لیکن موجودہ دور میں اس معرکے کو جیتنے کے لیے ریاستی سرپرستی ناگزیر ہو چکی ہے۔ سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال کے لیے نہ صرف مہارت بلکہ فکری و اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے۔ چونکہ ہماری سوسائٹی میں اس کی اکثر صارفین ایسے ہیں، جو اس میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی مفید استعمال نہیں کر پا رہی ہے، بلکہ اکثریت اسے لایعنی کاموں کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ اس سے سماج پر مثبت کے بجائے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں، جس کا خمیازہ ہم بدعنوانی، فحاشی، بے حیائی، بدامنی اور فساد کی صورت میں اٹھا رہے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کی اہمیت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا، تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ برائی اور بے حیائی کے اکثر کام اس کی وجہ سے عام ہوئے ہیں۔

گھر جو انسان کے لیے عافیت اور سکون کا مرکز ہوتا ہے، ہر گھر اس فتنے کا شکار ہو چکا ہے۔ معاشرے کا ایک قلیل طبقہ اسے کاروباری اور تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال ضرور کر رہا ہے، لیکن تربیت کے لیے اس کا استعمال بہت کم اور عدم توجہی اور لاعلمی پر مبنی ہے۔ تعلیم اگرچہ معاشرے کے ہر فرد اور طبقہ کی ضرورت ہے، لیکن تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت اس لیے اور بڑھ گئی ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ صرف معلومات فراہم نہیں کرتے بلکہ طرزِ فکر کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ لہٰذا ریاست پر لازم ہے کہ وہ قانون سازی اور ضابطہ بندی کے ذریعے تعلیمی و تربیتی اداروں میں سوشل میڈیا کے مثبت، تعمیری اور نافع استعمال کو یقینی بنائے، تا کہ یہ ذریعہ معاشرتی خیر کا وسیلہ بنے۔

سوشل میڈیا اور شعور بیداری

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا شعورِ بیداری، سماجی اصلاح، اور عوامی شرکت کا ایک ہمہ گیر ذریعہ بن چکا ہے۔ ہمارے ترقی پذیر ممالک میں متعدد پیچیدہ سماجی مسائل موجود ہیں، جیسے: بنیادی انسانی حقوق کی پامالی، صنفی عدم مساوات، ماحولیاتی آلودگی، ریاستی و نجی ظلم و زیادتی، اور ادارہ جاتی ناانصافی۔ ایسے مسائل صرف انفرادی سطح پر دکھ و تکلیف کا باعث نہیں بنتے بلکہ اجتماعی سطح پر پورے معاشرے کو عدم توازن، خوف، انتشار اور بگاڑ کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ جب قانون کی عملداری کمزور ہو جائے اور سماجی انصاف ناپید ہو، تو بستیاں اجڑتی ہیں، معاشرہ بے حسی کا شکار ہوتا ہے، اور اجتماعی طور پر فساد فی الارض کی کیفیت جنم لیتی ہے[13]۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾[14] خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا، ان اعمال کے سبب جو لوگوں کے ہاتھوں نے کما رکھے ہیں۔

ان ہی حالات میں باشعور افراد اور ریاستی اداروں کی یہ بنیادی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ معاشرتی خرابیوں کے اسباب کا تجزیہ کر کے ان سے نکلنے کے لیے قابلِ عمل لائحہ عمل مرتب کریں۔ سوشل میڈیا ایسے ہی شعور انگیز، فعال اور مؤثر پلیٹ فارم کے طور پر سامنے آیا ہے، جہاں نہ صرف عوامی مسائل اجاگر ہوتے ہیں بلکہ ریاستی اور غیر ریاستی اداروں کو جوابدہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔

اس ضمن میں وزیر اعظم پاکستان سٹیزن پورٹل (Pakistan Citizen Portal) ایک قابلِ ذکر حکومتی اقدام ہے، جس کے ذریعے عوام اپنی شکایات براہ راست سرکاری محکموں کو آن لائن درج کر سکتے ہیں۔ یہ ایپلیکیشن 2018 میں لانچ ہوئی اور اب تک 45 لاکھ سے زائد

---

[13] ڈاکٹر نور حیات خان، سیرتِ النبی کی روشنی میں ہماری معاشرتی ذمہ داری، (معارفِ اسلامی، جلد 22، شمارہ 2، 2023ء)، ص 1-5

[14] القرآن، 30: 41

شکایات وصول کر چکی ہے، جن میں سے 90 فیصد سے زائد کا ازالہ کیا جا چکا ہے، جو سوشل میڈیا سے جڑے عوامی دباؤ اور حکومتی جوابدہی کی ایک زندہ مثال ہے[15]۔

اسی طرح، ایف آئی اے کا سائبر کرائم ونگ عوام کو آن لائن ہراسانی، فحش مواد، بلیک میلنگ، اور جھوٹے پروپیگنڈا کے خلاف شکایت درج کرانے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ 2023 میں سائبر کرائم ونگ کو 100,000 سے زائد شکایات موصول ہوئیں، جن میں سوشل میڈیا سے متعلق کیسز کی نمایاں تعداد موجود تھی[16]۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (PTA) نے بھی فیس بک، یوٹیوب، ٹویٹر اور دیگر پلیٹ فارمز پر موجود قابلِ اعتراض مواد کے خلاف شکایات درج کرنے کے لیے ایک آن لائن نظام تشکیل دیا ہے۔ 2022-23 کی رپورٹ کے مطابق، پی ٹی اے نے 10 لاکھ سے زائد پوسٹس یا اکاؤنٹس پر کارروائی کی، جن میں مذہبی منافرت، توہین، اور فحش مواد شامل تھا[17]۔

سوشل میڈیا نے عوامی سطح پر اجتماعی تحریکات کو جنم دینے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ جیسے JusticeForZainab# مہم نے نہ صرف مجرم کی گرفتاری میں کردار ادا کیا بلکہ بعد ازاں زینب الرٹ بل 2020 کی منظوری کا باعث بنی، جو بچوں کے خلاف جرائم کی روک تھام کے لیے قانون سازی کا سنگِ میل ثابت ہوا[18]۔ یوں سوشل میڈیا ایک ایسا جدید اور طاقتور فریم ورک مہیا کرتا ہے، جہاں عوامی شعور، ریاستی ذمہ داری، اور قانونی دائرہ عمل باہم مربوط ہو کر سماجی اصلاح اور ترقی کا باعث بن سکتے ہیں، بشرطیکہ اس پلیٹ فارم کا استعمال اخلاقی حدود، دستوری دائرے اور قومی مفاد کے تحت کیا جائے۔

سوشل میڈیا معلومات کا آسان اور تیز ترین ذریعہ

روایتی میڈیا کے مقابلے میں سوشل میڈیا کا استعمال آج خبروں کی ترسیل اور کاروباری معلومات کو فراہم کرنے کا سب سے تیز، آسان اور مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ سوشل میڈیا تعلیم اور تعلّم کے عمل کو آسان بنانے میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ ہر بچہ، جوان، استاذ، طالبِ علم، مرد و عورت، مذدور و کسان، کاریگر اور انجنیئر، الغرض ہر فرد کو اس تک رسائی حاصل ہے اور بآسانی اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

---

15 Government of Pakistan. *Pakistan Citizen Portal Performance (Report 2024*, Islamabad), Prime Minister's Office, 2024.

16 Federal Investigation Agency, (*Cyber Crime Wing Annual Report 2023*, Islamabad), FIA, Headquarters, 2023.

17 DAWN News. "Zainab Alert Bill Passed after Public Uproar"(*DAWN*, January 10), 2020.[17] Pakistan Telecommunication Authority, (Annual *Report 2022–2023,* Islamabad), PTA, 2023.

تاہم، ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال پر زور دینا ناگزیر ہے، کیونکہ وہ قومیں ترقی کی دوڑ میں آگے ہیں جنہوں نے سوشل میڈیا کے میدان میں برتری حاصل کرلی ہے۔امریکہ کے سابقہ صدور؛بل کلنٹن[19] اور نائب صدر ایل گور[20] نے ایک زمانے میں کہا تھا کہ میڈیا جنگوں میں سے ایک جنگ ہے، جس کو جیتنے کے لیے امریکہ نے اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ جبکہ ہارڈورڈ یونیورسٹی کے سربراہ اور پینٹا گون کے رکن جوزف نائی[21] نے اس کے بنیاد پر امریکہ کو مستقبل میں مواصلاتی نظام کا تنہا مالک کہا تھا[22]۔ جو بتدریج ہوا خوب ہوا کے مصداق آج میڈیا کی جگہ سوشل میڈیا نے تقریباً لے لیا ہے۔ جس کے مضرات سے آج بمشکل کوئی بچ سکتا ہے، کیوں کہ ہمارے ملک میں اس کے مثبت استعمال کی تعلیم و تربیت کا اہتمام بالکل نہیں ہے۔تاہم اسلامی نقطہ نگاہ سے ابلاغ کا بنیادی مقصد انسانوں کو حقیقت سے آگاہی کے ساتھ ظلمات سے نکالنے اور روشنی میں لانے کا نام ہے[23]، تاکہ انسانوں کو حقیقت شناسی کے ساتھ حقیقت پسند بھی بنایا جائے۔ان کو حقیقت کے ساتھ زندگی گزارنے اور حق و سچ کا ساتھ [24] دینے کا عادی بنایا جائے۔خاص کر نوجوان نسل کو دنیا کی عارضی کامیابی کے مقابلے میں آخرت کی دائمی کامیابی کے راستہ پر چلانے کے قابل بنایا

---

19 Bill Clinton امریکہ کے 42ویں صدر، جن کا پورا نام ولیم جیفرسن کلنٹن ہے۔1946ء میں ریاست آرکنساس (Arkansas) میں پیدا ہوئے۔ان کے صدارت کا دور **1993ء سے 2001ء** تک ہے۔دو مرتبہ صدر منتخب ہوئے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے نمایاں رہنماوں میں سے ہے۔اس کے دور میں امریکہ کی معیشت میں نمایاں ترقی ہوئی اور "انفارمیشن ٹیکنالوجی "اور "گلوبلائزیشن "کا دور تیز ہوا۔ان کو ایک بڑے اسکینڈل (Monica Lewinsky Scandal) کی وجہ سے بھی یاد کیا جاتا ہے، جس پر ان کے خلاف مواخذہ (impeachment) کی کارروائی ہوئی، لیکن وہ صدارت کے منصب پر برقرار رہے۔صدارت کے بعد بھی وہ عالمی سیاست، فلاحی کاموں اور لیکچرز میں سرگرم رہے اور اپنی اہلیہ (Hillary Clinton)کے ساتھ مل کر مختلف سماجی منصوبوں میں حصہ لیتے رہے۔تاحال حیات ہے۔(دیکھئے:

https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A8%D9%84_%DA%A9%D9%84%D9%86%D9%B9%D9%86)

20 Al Gore کا پورا نام البرٹ آرنلڈ گور جونیئر ہے۔وہ ایک امریکی سیاست دان اور ماحولیاتی کارکن ہے۔1948ء میں واشنگٹن ڈی سی میں پیدائش ہوئی۔ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق ہے۔1993ء سے 2001ء تک صدر بل کلنٹن کے ساتھ امریکہ کے Vice President رہے۔Climate Change پر زیادہ تر توجہ دینے سے دنیا بھر میں ماحولیاتی بیداری کی تحریک کو فروغ ملا۔ان کوششوں کے صلے انہیں 2007ء کا نوبل امن انعام ملا، اور تاحال حیات ہے۔
(دیکھئے:

https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%DB%8C%D9%84_%DA%AF%D9%88%D8%B1
)۔

21 Joseph S. Nye Jr ایک امریکی سیاسی سائنس دان، استاد اور مصنف ہیں۔وہ International Relations کے بڑے مفکرین میں شمار ہوتے ہیں۔1937ء میں امریکہ میں پیدا ہوئے۔ہارورڈ، آکسفورڈ اور پرنسٹن یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ہارورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر اور وہاں کے Kennedy School of Government کے ڈین بھی رہے۔امریکی وزارتِ دفاع اور نیشنل انٹیلیجنس کونسل میں بھی خدمات انجام دیں۔کسی ملک کی صرف فوجی یا معاشی قوت سے نہیں، بلکہ Soft Power یعنی ثقافت، اقدار، اخلاقی اثر اور سفارتی صلاحیت سے بھی اس کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔اس کے ساتھ انہوں نے "Smart Power" کا تصور بھی پیش کیا، جس میں سخت اور نرم طاقت کا متوازن استعمال شامل ہے۔کئی کتابوں کے مصنف جن میں Soft Power، The Future of Power، Bound to Lead: The Changing Nature of American Power شامل ہیں۔انہیں آج بھی بین الاقوامی سیاست اور طاقت کے بدلتے ہوئے تصورات پر ایک معتبر آواز سمجھے جاتے ہیں۔(دیکھئے:
https://en.wikipedia.org/wiki/Joseph_Nye)۔

22 دیکھئے: یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، (دار الاشاعت کراچی، 2024م)، ص275، 276۔

23 الر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (القرآن، 14: 1)

24 وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (القرآن، 9 : 119)

جائے، جو سیرتِ طیبہ کے پیشِ نظر اصل کامیابی ہے۔ ارشاد باری ہے: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ[25] جو شخص آگ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کیا جائے، وہی کامیاب رہا۔

سیرتِ طیبہ کی روسے ریاستی تعلیمات میں رعایا کی عارضی نہیں، دائمی کامیابی کو مدِ نظر رکھ کر پالیسیوں کو مرتب کرلینا چاہیئے۔ جس سے مقاصد کا حصول آسان اور مستقبل کی جنریشن میں ہم آہنگی رہے گی اور بے مقصدیت سے ان کو بچایا جاسکے گا۔ لہذا سوشل میڈیا جو شتر بے مہار ہے، انہی مقاصد کے پیشِ نظر قابو کرنے سے بڑے بڑے بڑوں کو رام کیا جاسکتا ہے، جس طرح حالیہ پاک بہارت جنگ و کشیدگی میں اس کو بنیان مرصوص (۲۰۲۵) کے اندر قابو میں رکھ کر بھارت کو رام کیا اور اس کا بے لگام دماغ درست ہوا۔

خیر و شر کی جنگ اور سیرتِ طیبہ

انبیاء اور رسل کی بعثت کا بنیادی مقصد معاشرے کی فلاح و اصلاح، تعلیم اور تربیت کے ذریعے خیر کو غالب کرنا اور شر کو مٹانا تھا جبکہ سیرت الرسول ﷺ اس کا آئینہ دار اور مہیمن ہے۔ آپ ﷺ نے محض تعلیم کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ افراد کی عملی تربیت کو بھی اولین ترجیح دی۔ غزوہ بدر کے موقع پر آپ ﷺ نے بدری قیدیوں کے رہائی کو مدنی معاشرے کے بچوں کی تعلیم سے مشروط کر دیا تھا، جیسا کہ سیرت و مغازی میں ذکر ہے کہ: فمن لم يكن له فداءٌ أمره أن يعلم عشرة من المسلمين الكتابة، ففشت الكتابة بالمدينة[26] جس کے پاس قید سے رہائی کے لیے پیسے نہیں، دس مسلمانوں کو لکھائی سکھانا، ان کا فدیہ ہے، یوں مدینہ میں کتابت کو رواج مل گیا۔ ہر عاقل ذی شعور مسلمان چاہے، عمر کے کسی بھی سٹیج پر ہو، تعلیم کی اہمیت کو ان پر واضح کیا اور حصولِ علم کو ہر مسلمان کے لیے فرض قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ[27]۔

الغرض رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روسے تعلیم و تربیت میں فرد اور قوم کی فلاح کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ انسانوں کے لیے بالعموم اور مسلمانوں کے لیے سیرت نبوی ﷺ بالخصوص ایک مکمل نمونہ ہے، جس میں تعلیم، تربیت اور اخلاق کے ساتھ ساتھ دعوت و ابلاغ کے راہنما اصول بھی موجود ہیں۔ علم، حکمت، بہترین اخلاق اور کردار کے ذریعے آپ ﷺ نے معاشرتی اصلاح کی جو بنیاد رکھی، انہی راہنما اصولوں کی روسے آج کے اس ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا کو مثبت تبدیلی کے لیے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا، اسی فکری میراث سے رہنمائی لے کر سوشل میڈیا کے ذریعے ریاست پر لازم ہے کہ افراد سازی اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دے، تاکہ ملت و ریاست کو فکری و اخلاقی انتشار سے محفوظ کرتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔

سوشل میڈیا اور اہمیتِ تعلیم

اسلامی سیرت و روایت کی روسے تعلیم وہ اجتماعی منظم عمل ہے کہ جس کے ذریعے معاشرہ نوخیز نسلوں کو اسلامی دستور حیات سکھاتا ہے۔ اسلامی عقائد اور اقدار ان کے اذہان میں راسخ کرتا ہے اور اسلامی افکار کی روشنی میں آدابِ زندگی و اخلاق کی تربیت دیتا ہے[28]۔ کووڈ

---

[25] القرآن، 185:3

[26] أبو العباس محمد بن يزيد المبرد، (المتوفى: 285هـ)، الكامل في اللغة والأدب، (تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار الفكر العربي، القاهرة، 1997م)، ج1، ص 241۔

[27] حديث حسن بطرقه وشواهده فيما ذهب إليه المزي والسيوطي وغيرهما من أهل العلم (ابن ماجه ، أبو عبد الله محمد بن يزيد ،القزويني، السنن، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ ، (تحقيق: شعيب الأرنؤوط وغيره، دار الرسالة العالمية 2009م)، ج 1، ص151۔

[28] پروفیسر سید محمد سلیم، ہند و پاک میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت، (ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ط/3، 1414ھ)، ص30۔

19[29] سے دنیا کے اندر آن لائن تعلیمی سلسلہ شروع ہوا، جس سے تعلیم تک رسائی آسان ہوئی ہے اور تعلیمی تسلسل کی روایت برقرار رہی۔ دنیا میں بہت سے طلبا و طالبات نے ''یوٹیوب'' سے آن لائن تعلیمی گیٹ وے کے طور پر استفادہ کیا۔ طلباء کی کثیر تعداد نے کئی کورسز اور لیکچرز تک اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر رسائی حاصل کی۔ اس سے طلبہ کی فعالیت اور مصروفیت میں اضافہ ہوا ہے۔ آج بھی بہت سارے ادارے اور اہل علم اپنے لیکچرز اور تعلیمی مقاصد کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے اس کے فوائد سمیٹ رہے ہیں۔ دوسروں کے لکھے ہوئے مضامین پر تبصرہ لکھنے سے بھی علم کی نئی راہیں کھل رہی ہیں۔ لائیو سٹریمنگ دیکھ کر، یا کوئز مکمل کر کے طلباء نئے تحقیقی علمی مواد اور مختلف علم رکھنے والے سکالرز اور محققین سے رابطے میں رہتے ہیں۔ ویڈیوز کے ذریعے معلومات کی ترسیل کا انداز نہ صرف روایتی تدریسی طریقوں سے مختلف ہوتا ہے بلکہ طلبہ کے لیے زیادہ دلکش اور مؤثر بھی ثابت ہوتا ہے[30]۔

تعلیمی اور تخلیقی مقاصد کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال

جوانوں کے مضبوط فکری، علمی اور دیگر مہارات میں سوشل میڈیا کا استعمال وقت کا تقاضا ہے۔ ان کے مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے ان سے مدد لینا ریاست وملت کی اشد ضرورت ہے۔ جدید ٹکنالوجی نے دنیا میں انقلاب برپا کیا ہے۔ اس میں مہارت پیدا کرنا ترقی کا راز اور ناواقفیت تخلف کی سبب ہے۔ اس کے ذریعے ناجوانوں کے تخلیقی اور تحقیقی و تعلیمی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ناگزیر ہے۔ میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹنگ اور میکینکل انجینئرنگ، روبوٹک اور دیگر شعبوں میں اس کا خاطر خواہ استعمال اس کے مہارت سے وابستہ ایک پوری دنیا ہے، جسے قرآن کی آیت: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ [31] نے تشت از بام کیا ہے۔ عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ [32] اور وہ بہت کچھ پیدا کرے گا جنہیں تم نہیں جانتے۔

لہذا جدید دنیا جس رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے، اس میں زندہ رہنے اور مقابلہ کے لیے سوشل میڈیا سے علمی، تحقیقی اور تخلیقی وابستگی اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ پاکستان میں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو تعلیمی مقاصد کے لیے بروئے کار لانے کے لیے متعدد حکومتی اقدامات سامنے آئے ہیں۔ ڈیجی اسکلز (Digi Skills) پروگرام، جو وزارتِ آئی ٹی اور ورچوئل یونیورسٹی کے اشتراک سے چلایا جارہا ہے، ایک اہم مثال ہے۔ اس پروگرام کے تحت لاکھوں نوجوانوں کو فری لانسنگ، گرافک ڈیزائن، ڈیجیٹل مارکیٹنگ، اور دیگر آئی ٹی مہارتوں کی مفت تربیت دی گئی ہے[33]۔

---

[29] COVID-19، جسے Coronavirus Disease 2019 کہا جاتا ہے، دسمبر 2019 میں چین کے شہر ووہان میں ابھرنے والا ایک متعدی مرض ہے، جو SARS-CoV-2 وائرس کے ذریعے پھیلتا ہے۔ یہ مرض عالمی سطح پر وبا (pandemic) کی صورت اختیار کر گیا اور دنیا بھر میں سماجی، تعلیمی اور معاشی نظام کو متاثر کیا۔ عالمی ادارۂ صحت نے 11 مارچ 2020 کو اسے باضابطہ عالمی وبا قرار دیا۔ COVID-19 نے تعلیم کے شعبے میں فاصلاتی تعلیم (online/distance learning) کو فروغ دیا، جس میں سوشل میڈیا نے ایک متبادل تعلیمی پلیٹ فارم کا کردار ادا کیا۔

[30] https://www.humsub.com.pk/549542/iqbal-abbasi-73/

[31] عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے (القرآن، 41: 53)۔

[32] القرآن، 16: 8

[33] Digi Skills Annual Report, 2023

اسی طرح سیٹیزن فاؤنڈیشن (TCF) اور علم فاؤنڈیشن جیسے نجی تعلیمی ادارے سوشل میڈیا اور آن لائن پلیٹ فارمز کو نصابی، غیر نصابی اور تحقیقی سرگرمیوں کے فروغ میں استعمال کر رہے ہیں[34]، جس سے نہ صرف علم میں وسعت آ رہی ہے بلکہ تخلیقی ذہن بھی ابھر رہے ہیں۔ پاکستان کے مختلف تعلیمی بورڈز اور ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے بھی COVID-19 کے بعد سے لیکچر، اسائنمنٹ، اور ویبینار کے نظام کو سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے مربوط کیا ہے[35]۔

اس تناظر میں سوشل میڈیا کا مثبت تعلیمی اور تحقیقی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ریاستی اور تعلیمی اداروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ ایک مؤثر، منظم اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی ڈیجیٹل پالیسی ترتیب دے، تاکہ اس جدید ٹیکنالوجی کے ثمرات سے نوجوان طبقہ پوری طرح مستفید ہو سکے اور پاکستان علمی و تحقیقی ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

ابلاغِ حق اور جہادِ عصرِ جدید

سیرت کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حق اور سچائی کا ابلاغ محض ایک فریضہ نہیں بلکہ عصرِ جدید میں جہاد کی بلند ترین شکل بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ[36] عظیم جہاد میں سے یہ بھی ہے کہ عدل و انصاف کا کلمہ جابر بادشاہ کے سامنے بلند کیا جائے۔

آج کے دور میں ابلاغ، مزاحمت کا بہترین منشور اور دستور العمل ہے۔ جب جھوٹ منظم انداز میں پھیلایا جا رہا ہو، تو سچائی کی ابلاغ خود ایک جہاد بن جاتا ہے۔ سوشل میڈیا اب محض ٹیکنالوجی نہیں، بلکہ حق و باطل کے مابین ایک فکری محاذ کا حصہ ہے، جہاں قلم، آواز اور تصویر کے ذریعے بھی جہاد کیا جا رہا ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے آج غزہ کے مظلوموں کا پیغامِ حق دنیا کے کونے کونے تک پہنچا۔ ان کی استقامت نے باطل کو شرمندہ اور دنیا کو بیدار کیا۔ کئی نوجوانوں نے اسی محاذ پر جان دے کر قلمی شہادت کا رتبہ پایا[37]، جو کسی میدانِ قتال سے کم نہیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت کی روشنی میں نوجوانوں کو یہ شعور دیا جائے کہ سچ بولنا، لکھنا اور پھیلانا صرف ابلاغ نہیں، بلکہ دین، امانت اور جہاد کا فریضہ ہے اور ہر تحریر و تصویر یا تو حق کی گواہی ہو گی یا باطل کی مدد۔

فکری، علمی اور نفسیاتی استحکام میں سوشل میڈیا کا کردار

سوشل میڈیا محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ فکری تسلط، ذہنی پراگندگی اور ریاستی کمزوری پیدا کرنے کا ایک عالمی ہتھیار بھی بن چکا ہے۔ دشمن قوتیں اس کے ذریعے قوموں کے نظریاتی مراکز کو نشانہ بناتی ہیں اور ریاست کے اہم افراد کو دباؤ، فتنہ اور لالچ میں دے کر قومی سالمیت کو متزلزل کرنے کی سازش کرتی ہیں۔ ایسے میں صرف وہی افراد مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں جو علمی، فکری، اور نفسیاتی طور پر مستحکم ہوں، اور حق و باطل کی کشمکش میں ثابت قدمی کے ساتھ اپنے دین، قوم اور ریاست کے ساتھ کھڑے رہنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ یہی سیرت کا تقاضا ہے۔ ارشاد باری ہے: قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ

---

34 The Citizen Foundation (TCF), (Annual Report 2022–23, Karachi), TCF Publications, 2023.

35 Higher Education Commission. Online Education Guidelines during COVID-19, Islamabad, HEC,2020.

36 محمد بن عيسي الترمذي، سنن، (تحقيق: بشار عواد معروف ، دار الغرب الإسلامي ، بيروت 1998م) بَابُ مَا جَاءَ أَفْضَلُ الجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، حديث: 2174 -

37 ڈاکٹر نور حیات خان، دورِ جدید میں میڈیا کی ضرورت واہمیت اور حقیقت احوال، (البصیرہ، جلد 2، شمارہ 2، 2013ء)، ص 57۔

مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ [38]۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مشن کے لیے جن افراد کو منتخب فرمایا، ان کی تربیت اس انداز سے کی کہ وہ سخت ترین حالات میں بھی نہ صرف اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے، بلکہ ریاستِ مدینہ کے اجتماعی ایجنڈے کے پُرعزم داعی اور محافظ بنے۔ ان کی فکری استقامت، اخلاقی پختگی اور نفسیاتی مضبوطی ہی وہ بنیاد تھی، جس پر ایک مستحکم اور پُرامن اسلامی ریاست کی عمارت تعمیر ہوئی۔ مثلاً حضرت مصعب بن عمیرؓ، مال و دولت اور آسائشاتِ مکہ چھوڑ کر مدینہ میں سادہ زندگی اختیار کر کے اسلام کے پہلے معلم بنے[39]۔ حضرت بلالؓ، جنہوں نے غلامی، تشدد اور تکلیف کے باوجود "اُحد، اُحد" کہہ کر توحید پر ڈٹے رہنے کی نفسیاتی استقامت کا مثالی نمونہ پیش کیا[40]۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہؓ نے بظاہر کمزور معاہدے پر خاموشی اختیار کر کے نبی ﷺ کی قیادت پر کامل اعتماد اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا، جس کا صلہ چند برس بعد فتح مکہ کی صورت میں ملا[41]۔ یہ وہ تربیت تھی جس نے صحابہ کو فکری، اخلاقی اور نفسیاتی طور پر اس درجہ مستحکم کیا کہ وہ امت و ریاست کے محافظ بن گئے۔ یوں ہی اعتماد اور صبر سے سماجی و نظریاتی چیلنجز کا سامنا کیا۔

اخلاقی تربیت میں فروغ کا وسیلہ

سوشل میڈیا کی وسعت نے ہر نوع کے مواد کو عام کرنے کے امکانات پیدا کر دیے ہیں جہاں صداقت و دیانت کی ترسیل ممکن ہے وہیں جھوٹ، فریب اور گمراہ کن معلومات کی اشاعت بھی ایک سنگین چیلنج بن چکی ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل کی فکری تربیت کت ساتھ اخلاقی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ وہ سچائی کے معلم و پیمبر بننے کے ساتھ ذمہ دارانہ ابلاغ کا شعور رکھتے ہوئے ایک ذمہ دار صارف کا رول بھی نبھائے۔ انہیں اس شعور سے آراستہ کیا جائے کہ صدق و امانت نہ صرف ایک اخلاقی قدر ہے بلکہ شرعی اعتبار سے قیامت کی فوزِ عظیم کا زریعہ بھی ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: قَالَ اللهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ [42] اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لئے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی ہے بڑی کامیابی۔ اسی صادقت کی فضیلت کو رسول اللہ ﷺ نے بھی نمایا فرمایا اور ادشاد فرمایا: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ [43] یعنی سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدقین اور شہداء کے ساتھ قیامت میں اٹھایا جائے گا۔

---

[38] القرآن، 9: 24

[39] عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، ابن بشام (المتوفى: 213هـ)، السيرة النبوية،(تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر ،1955م)، ج 1، ص 377

[40] عريب بن سعد القرطبي (المتوفى: 369هـ)، تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري ، (دار التراث، بيروت، 1387هـ)، ج 2، ص 197

[41] بخاری، الجامع الصحيح ،حديث: 2731؛ ابن ہشام، ج 3، ص 317

[42] القرآن، 5: 119

[43] محمد بن عيسى الترمذي، السنن ، (تحقيق وتعليق:أحمد محمد، شاكر وغيره ، مطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر ، 1975م) بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ، حديث : 1209 ۔

اسی بناء پر سچائی کا فروغ صرف ایک ذاتی فضیلت نہیں، بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کی اتباع اور معاشرتی ابلاغ کی شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ نوجوانوں کو یہ فہم دینا ہوگا کہ صدق وامانت کو نہ صرف اپنایا جائے، بلکہ ان کی اشاعت میں بھی کردار ادا کیا جائے، تاکہ امت کو **شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ** [44] کی حیثیت سے اپنا منصب ادا کرنے کا اہل بنایا جاسکے۔

جھوٹ، ابلاغ اور فکری تحفظ

آج کا نوجوان ایک ایسے ابلتے ڈیجیٹل دھارے میں سانس لے رہا ہے جہاں جھوٹ صرف کہا نہیں جاتا بلکہ پھیلایا، بیچا اور چمکایا جاتا ہے۔ ایسی فضا میں جھوٹ کو معمولی اخلاقی لغزش سمجھنا، فکری خودکشی کے مترادف ہے۔ یہی وہ لمحہ ہے جب سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں جھوٹ کی بیخ کنی اور سچائی کے فروغ کو قومی و دینی فریضہ سمجھ کر اختیار کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ [45] ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے، کہ ہر سنی ہوئی بات آگے بیان کردے۔ یہ تنبیہ آج کے سوشل میڈیا صارف کے لیے صدیوں پہلے کی گئی صادقانہ پیش گوئی محسوس ہوتی ہے۔ بدترین صورت حال تو تب پیدا ہوتی ہے جب لوگ اس قدر دیدہ دریدی سے کام لیتے ہیں کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی طرف بھی جھوٹ منصوب کرنے سے نہیں چوکتے، جس کی آپ ﷺ نے شدید وعید سنائی ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ [46] جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، تو اس نے اپنے لیے جہنم میں ٹھکانہ بنالیا۔

ان حالات میں، سیرت کے پاکیزہ پیغام کو نوجوانوں کے دل و دماغ میں راسخ کرنا، صرف تبلیغ نہیں بلکہ عصرِ جدید کا جہاد ہے۔ ان میں یہ شعور بیدار کرنا کہ وہ جھوٹ اور فریب کا حصہ نہ بنیں بلکہ حق، صداقت اور امانت کے امین ہوں۔ وہ صرف صارف نہ رہیں بلکہ: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً [47] جیسی ذمہ داری سے اچھی طرح عہدہ برآں بھی ہو اور نبی کریم کی دعا کے مستحق ٹھہریں، آپ ﷺ نے فرمایا: نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ [48] اللہ تعالی اس شخص کو تروتازہ رکھیں، جو مجھ سے کچھ سنیں وہ دوسروں تک پہنچائے۔ سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ جو حق معلوم ہوا سے چھپایا نہ جائے جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ [49] اور اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو چھپائے اس گواہی کو جو خود اس کے پاس موجود ہو اللہ کی طرف سے؟ اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم لوگ کر رہے ہو۔

یہ صرف فرد کی نہیں بلکہ ریاست کی بھی اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اس فتنۂ جھوٹ کو روکے۔ فَتَبَيَّنُوا [50] جیسے قرآنی احکامات صرف سماجی معاملات کے لیے نہیں، بلکہ ابلاغی پالیسی اور میڈیا کی فلٹریشن کے لیے بنیاد بننے چاہییں۔ ریاست کو چاہیے کہ وہ جھوٹ کے خلاف

---

[44] القرآن، 2: 143

[45] مسلم بن الحجاج، الجامع الصحيح ، (مصدر الكتاب : موقع الإسلام http://www.al-islam.com)، بَاب النَّهْيِ عَنْ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، حديث: 6 ۔

[46] متفق عليه، واللفظ للامام مسلم في صحيحه ، بَاب تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حديث: 4 ۔

[47] میری طرف سے پہنچاو گو کہ ایک آیت کیوں نہ ہو(سنن الترمذی ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَدِيثِ عَنْ بني إسرائيل، حديث: 2669)۔

[48] سنن الترمذی ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَثِّ عَلَى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ ، حديث: 2657۔

[49] القرآن، 2: 140

[50] القرآن، 4: 94 ، القرآن، 49 : 6

قانونی، تعلیمی اور نظریاتی بندھے اور ایساماحول پیدا کرے جہاں "خُذ مَا صَفَا ودَعْ مَا كَدِرَ"[51] پر حقیقی عمل ہو، تاکہ ہماری نسل حق شناس اور فتنہ شناس بن سکے۔

دینی حدود اور سوشل میڈیا کا ذمہ دارانہ استعمال

سیرتِ نبوی کی روشنی میں مسلمان پوری زندگی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، یا ریاستی، ہر حال میں اسلامی ہدایات اور اخلاقی اصولوں کے حدود کا پابند ہے۔ نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر ایک مومن اپنے قول و قرار کے اندر قولِ معروف اور قول سدید[52] کا پاسدار اور گالی گلوچ[53] اور دل آزاری جیسے افعال سے مکمل اجتناب کرنے کا پابند ہے۔ آپ ﷺ نے نہایت جامع انداز میں فرمایا: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ[54] یعنی مسلمان وہ ہے، جس کے زبان وہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہو۔

یہ اصول آج کے ابلاغی ذرائع پر بھی اسی طرح لاگو ہوتا ہے، خصوصاً سوشل میڈیا جیسے مؤثر پلیٹ فارمز، پر اسلامی آدابِ ابلاغ کی پابندی پہلے سے کہیں زیادہ ناگزیر ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہی ذرائع بے احتیاط زبان و تحریر کے ذریعے معاشرتی بگاڑ، ذہنی انتشار اور فتنہ و فساد کا سبب بھی بن رہے ہیں۔ ایسے میں لازم ہے کہ میڈیا سے وابستہ افراد، خواہ وہ ریاستی اداروں کا حصہ ہوں یا عوامی نمائندے، اپنے حدودِ کار اور دینی و اخلاقی ذمہ داریوں سے پوری طرح باخبر ہوں اور ان پر سختی سے کاربند رہیں۔ ریاست پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسے باشعور، دیانت دار اور دینی تربیت یافتہ افراد تیار کرے جو سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والے جھوٹ، افواہوں اور سازشوں کا مؤثر جواب و سد باب کر سکیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ابلاغِ حق کے ذریعے معاشرے میں امن، فکری استحکام اور اخلاقی تطہیر کا ذریعہ بنیں۔

سماجی تبدیلی میں سوشل میڈیا کا کردار

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا کے طاقت سے انکار ممکن نہیں، جو سماجی رویوں، فکری رجحانات اور تہذیبی ڈھانچوں کو نہایت تیزی سے متاثر کر رہا ہے۔ یہ صرف معلومات کا ذریعہ ہی نہیں، بلکہ فرد کی فکری ساخت، اخلاقی اقدار اور رویوں کی تشکیل میں بھی کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ انسان روزانہ سوشل میڈیا پر حیرت انگیز تبدیلیوں، سیاسی و سماجی چالوں اور فکری تضادات سے گزرتا ہے، جن کا محرک خود انسان ہے۔ ایسے میں ضروری ہے کہ فرد کو علم و تربیت، آدابِ ابلاغ اور اخلاقی شعور سے لیس کیا جائے۔ چونکہ علم جاننے اور کھوج لگانے کا نام ہے، جبکہ تربیت کے مفہوم میں پرورش کرنا، مہذب بنانا، اچھا انتظام کرنا، نظم و نسق چلانا، درستگی اور عمدگی پیدا کرنا اور خراب ہونے سے بچانا وغیرہ شامل ہے، جو سورۃ الفاتحہ کے رَبِّ الْعَالَمِينَ[55] سے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے کسی چیز کو تمام مصالح کی رعایت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ حدِ کمال تک پہنچایا جائے، تو اسے تربیت کہتے ہیں[56]۔ اس پسِ منظر میں تعلیم ایک ایسا جامع لفظ ہے، جس میں تدریس کے ساتھ تدریب، تادیب اور تربیت بھی شامل ہوتی ہے،

---

[51] محمد بن أحمد الأزهري (المتوفى: 370هـ)، (تحقيق: محمد عوض مرعب، دار إحياء التراث العربي ، بيروت 2001م)، تهذيب اللغة ،ج10،ص 63.

[52] قَوْلٌ مَعْرُوفٌ (القرآن،2 :263) ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (القرآن33 :70)

[53] وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (القرآن،6 :108)

[54] عبد العظيم المنذري، مختصر صحيح مسلم، (تحقيق: محمد ناصر الدين ، الألباني المكتب الإسلامي، بيروت – لبنان ،1987م)، بَاب بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أُمُورِهِ أَفْضَلُ ،حديث: 58 ۔

[55] القرآن ،1 : 1

[56] مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن 2008ء)، ج1، ص80

جوعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ[57] سے ظاہر ہوتا ہے۔ عربی زبان میں اس علم کی تعریف کسی شیئ کی حقیقت کے ادراک[58] سے کیا گیا ہے، جس کے طفیل انسان جانوروں سے ممتاز ہوا اور دیگر انسانوں میں بلند رتبہ[59] حاصل کیا۔ قرآن تعلیم کو محض معلومات کا حصول نہیں بلکہ سیرت سازی، حقیقت شناسی اور خیر و شر کی تمیز سے تعبیر کرتا ہے۔

ربانی ہدایات اور سیرت کی تعلیم کا بنیادی مقصد انسانی شخصیت کی تعمیر ہے، جو عملی تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس عملی تربیت کے لیے اللہ تعالی نے پیغمبروں کو بھیجا، جیسا کہ باری تعالی نے فرمایا ہے: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[60] جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

لہذا اصل تعلیم وہی ہے جس میں تربیت موجود ہو، جہاں سے انسان کے اندر اچھائی برائی کی تمیز پیدا ہو۔ حق و باطل کا فرق اسے سمجھ میں آجائیں۔ خود دھوکہ کھائیں اور نہ کسی کو دھوکہ دیں۔ یہی سیرت کا پیغام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[61]۔ اسلامی تصور تعلم میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ علم ایک مقدس فریضہ ہے، جس کے ذریعے انسان ایمان کی بنیادوں کو مستحکم کر سکتا ہے یا اس کے ذریعے گھٹیا پن کا شکار ہو کر دنیا کا مال جمع کر کے آخرت میں دنیا کے جمع کردہ پونجی سے محروم ہو سکتا ہے، لیکن دور جدید کا تحفہ ہے کہ علم وہنر کا رشتہ سیرت و کردار سے توڑ دیا گیا ہے۔ نتیجتاً اس نظامِ تعلیم سے ایک تعلیم یافتہ لیکن بے کردار نسل تیار ہو رہی ہے[62] جو اخلاق و کردار سے عاری اور محض دنیا کے حصول کے لیے تعلیم وہنر سیکھ رہے ہیں۔

لیکن آج ہماری پاکستانی ریاست کو ایسے تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت ہے، جو عملی تربیت سے آراستہ اور مضبوط اخلاق و کردار کے مالک ہوں۔ جو انصار کے کعب بن مالک، ھلال بن اُمیۃ اور مرارۃ بن الربیع[63] کی طرح کسی صورت شام کے نبطی عیسائی خرید سکے اور نہ زینب الغزالی[64] اور مولا ضعیف[65] کی طرح آج کے دور کا کوئی جابر حکمران اور دشمنِ اسلام کا فر بہکا اور ڈرا سکیں، جیسا کہ آج ہم غزہ کے مظلوم باہمت فلسطینیوں اور اہلِ کشمیر کو دیکھ رہے ہیں، جن کو دنیا کے ظالم ترین مخلوق؛ یہود و ہنود اپنے لاو لشکر اور قوت کے باوجود دبا اور جھکا نہ سکے، جو شیخ احمد

---

57 القرآن، 2: 31

58 إدراك الشيء بحقيقته (الراغب الأصفهاني ، الحسين بن محمد ، (دار العلم الدار الشامية ،دمشق ،بيروت 1412ھ)، المفردات في غريب القرآن، ج1، ص58۔

59 هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ(القرآن، 39 :9)يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾(القرآن، 58 :11)

60 القرآن، 2: 151

61 حديث صححه العلماء مع ضعفه بهذا الاسناد ،أنظر:سنن ابن ماجه ، (تحقيق: شعيب الأرنؤوط) ،بَابُ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ ، حديث: 2340 ، ج 3، ص430۔

62 ڈاکٹر ارم سلطانہ، اسلام کا تصور تعلیم و تربیت، (البصیرہ، جلد1، شمارہ2، 2012ء)، ص97۔

63 تفصیل کے لیے دیکھئے: وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ(القرآن ، 9 :118) ابن جرير الطبری، تفسير جامع البيان عن تاويل آی القرآن، (تحقيق: أحمد محمد شاكر، مؤسسة الرسالة ،2000م)۔ مودودی، سید ابوالاعلی، تفہیم القرآن جلد2، ص229-230، 245-249۔

64 تفصیل کے لیے دیکھئے: خلیل احمد حامدی، زندان کی شب روز، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔

65 تفصیل کے لیے دیکھئے: مراد کرناز، گوانتاناموبے میں پانچ سال، {ترجمہ: ریاض محمود انجم}، منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور، 2009م۔

یاسین[66] اور سید علی گیلانی[67] جیسے مربیوں کی تعلیم وتربیت اور بلند اخلاق وکردار سے اپنے مشعلوں کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ ایسے تعلیم کے لیے رسولِ اکرم ﷺ جیسے قیادت اور معاذ بن جبل جیسے افرادِ کار اور معلمین کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔

اجتماعی اصلاحی اور سوشل میڈیا سے وابستہ افراد کی تربیت

سوشل میڈیا کے بے پناہ اہمیت کے پیشِ نظر ریاست کو چاہیے کہ ایک ایسا جامع تربیتی نظام تشکیل دے جو فرد کو صرف صارف نہ بنائے، بلکہ قومی خیر خواہ، باصلاحیت مصلح، اور باشعور شہری میں ڈھالے، جو فساد کی بجائے اصلاح کا داعی ہو۔ جو قومی مفادات کو ذاتی ترجیحات پر مقدم رکھتا ہو، فرد کی بجائے ملت کی سوچ رکھتا ہو، اجتماعی اور اصلاحی کاموں کو نفلی عبادات پر ترجیح دینے کا جذبہ صادقہ رکھتا ہوں، ان اصلاحی اعمالِ خیر کو شرعی فریضہ جانتا ہو، کیونکہ فساد سے معاشرے کی جڑیں کٹ جاتی ہیں اور ریاست بے معنی ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصَّلاَةِ، وَالصِّيَامِ، وَالصَّدَقَةِ ؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ: إِصْلاَحُ ذَاتِ الْبَيْنِ قَالَ: وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ [68] یعنی میں تمہیں نفلی نماز، روزے اور صدقہ سے بہتر چیز نہ بتلاو؟ صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان اصلاح کرنا۔ شارحِ حدیث عبدالرحمن البناء[69] اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"إصلاح ذات البين أفضل من نوافل الصلاة والصيام والصدقة لما فيه من عموم المنافع الدينية والدنيوية من التعاون والتناصروالألفةوالاجتماع على الخير حتى أبيح فيه الكذي وكثرة ما يندفع من المضرة في الدنيا والدين بتشتت القلوب ووهن الأديان

من العداوات وتسليط الأعداء وشماتة الحساد فلذلك صارت أفضل الصدقات"[70] یعنی مسلمانوں کے مابین اصلاح کا کام نفلی نماز، روزے اور صدقہ سے اس لیے بہتر ہے، کہ اس کے دینی ودنیاوی فوائد زیادہ ہیں۔ اس میں باہمی تعاون، محبت اور بھلائی کے کام جمع ہوتے

---

66 آپ کی عرصہ حیات (1938-2004ء) پر مشتمل ہے۔ آپ فلسطین کی مزاحمتی تحریک حماس کے بانی اور روحانی پیشوا تھے۔ 1987ء میں عبدالعزیز الرنتیسی کے ساتھ مل کر حماس کو تشکیل دی۔(https://ur.wikipedia.org/wiki)

67 آپ کی زندگی (1929ء–2021) پر مشتمل ہے۔ جموں وکشمیر کے سیاسی رہنما اور تعلق ضلع بارہ مولہ کے قصبے سوپور سے تھا۔ وہ کشمیر کے پاکستان سے الحاق کے حامی تھے۔ آپ جماعت اسلامی جموں وکشمیر کے رکن تھے، تاہم جدوجہد آزادی کے لیے ایک الگ جماعت " تحریک حریت " بھی بنائی تھی، جو کل جماعتی حریت کانفرنس کا حصہ ہے۔ آپ رابطہ عالم اسلامی کے بھی رکن تھے۔ مجاہد آزادی ہونے کے ساتھ آپ علم وادب کے مینار بھی تھے اور علامہ اقبال کے بہت بڑے مداح تھے۔ اپنے دور اسیری کی یادداشتیں "روداد قفس" کے نام سے تحریر کی ہے۔ اپنی زندگی کا بڑا حصہ بھارتی جیلوں میں گزارا۔(https://ur.wikipedia.org/wiki)۔

68 سليمان بن الأشعث، ابو داود، السنن ، (تحقيق: شعَيب الأرنؤوط وغيره ، دار الرسالة العالمية، 2009م)، باب في إصلاح ذات البين ، حديث : 4919 ۔

69 البنّا الساعاتی (۱۸۸۳-۱۹۵۸) سے شہرت رکھتے ہیں۔ مصر کے گاؤں شمشیرہ میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اسکندریہ کا سفر کیا، جہاں وہ مسجد الشیخ ابراہیم پاشا میں دینی دروس میں شریک رہے اور ساتھ گھڑی سازی کا ہنر بھی سیکھا۔ تکمیل تعلیم کے بعد واپس اپنے گاؤں آئے اور دینی علوم کی تدریس اور اصلاحی خدمات انجام دینے لگے۔ گھڑی سازی کی نسبت سے انہیں "الساعاتی" کہا جاتا ہے۔ 1903ء میں بستی المحمودیۃ منتقل ہوئے اور وہیں مستقل طور پر مقیم ہو گئے اور علمی و دینی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی علمی ماحول میں ان کے بیٹے حسن البنّا کی پرورش ہوئی، جنہوں نے آگے چل کر اخوان المسلمون کی بنیاد رکھی۔ شیخ احمد عبدالرحمان البنّا صرف محدث ہی نہیں بلکہ **فقہ الحدیث اور شرحِ حدیث** میں بھی گہری بصیرت رکھتے تھے۔ اس میدان میں آپ کی دو کتابیں مشہور و معروف ہیں: الفتح الربانی لترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی اور اس کی شرح: بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی۔(https://arz.wikipedia.org/wiki/)۔

70 عبدالرحمن بن محمد البناء، الساعاتی ، الفتح الرباني لترتيب مسند الشيباني، (دار احياء التراث العربى)، ج 1، ص 49۔

ہیں۔اس وجہ سے اس میں جھوٹ بھی جائز ہے۔اس کے ذریعے بہت سی دینی و دنیاوی مضرتیں دور ہوتی ہیں(دلوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا، دشمنوں کا خوف، تضحیک اور تسلت دور ہونا اس میں شامل ہیں)،اس لیے یہ ان صدقات نافلہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

لہذا سوشل میڈیا کو فساد نہیں بلکہ اصلاحِ معاشرہ کے لیے ذریعہ بنایا جائے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ[71] باہمی اصلاح سب سے افضل صدقہ ہے۔

یہی وہ میدان ہے، جس پر ماضی میں مغربی تہذیب نے اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں، جسے ہالی وڈ بطور مرکز استعمال کیا، جہاں تقریباً ایک صدی پر محیط زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کے لیے فرضی اور جھوٹ پر مبنی مختلف فلمیں تیار ہوتی رہی ہیں۔آج اس نے سوشل میڈیا کا رنگ اختیار کیا ہے۔جس کے ذریعے اسلاموفوبیاء، بلیک میلنگ اور دیگر صایبر کرائم وغیرہ جیسے حملے شامل ہیں۔اس پر اہم افراد، شخصیات، اداروں اور ریاستوں کے خلاف فیک معلومات پر مبنی سنسنی خیز کاروائیاں جاری رہتی ہیں، جو انسانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے ناجائز و نامناسب عمل اور رویہ ہے۔جس کی بنیاد پر افراد کے دماغ پر قبضہ جمالیا جاتا ہے اور افراد و مالک کے درمیان خونریزی کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔یوں افراد اور شخصیات اور ممالک کے درمیان سوءتفاہم کی وجہ سے خلیج بڑھ جاتا ہے اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر امن وسلامتی داو پر لگ جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں فرد کو اس کے اعمال کا جواب دہ قرار دیا گیا ہے اور تنبیہ کی گئی ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى، وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ[72] کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی اپنی بھرمار کے لیے مدد بھی مانگے، تو کوئی اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔یہی احساسِ جواب دہی مسلمان کو سوشل میڈیا پر غیر ذمہ دارانہ رویوں سے روکتا ہے، جیسے فیک نیوز، کردار کشی، نفرت انگیزی یا فتنہ پروری، جو عالمی امن اور اخلاقی اصولوں کے خلاف ایک چیلنج ہے۔

پاکستان میں سوشل میڈیا کے لیے قوانین اور ضوابط تو موجود ہیں، جیسے پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016(PECA) اور سوشل میڈیا رولز 2020، لیکن ان قوانین پر مؤثر عمل درآمد اور عوامی سطح پر تربیتی اداروں کا فقدان ہے۔ایف آئی اے کے سائبر کرائم ونگ اور PTA کے شکایتی نظام جیسے اقدامات اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن جب تک فکری و اخلاقی تربیت کا نظام مؤثر اور ہمہ گیر نہ ہو، سوشل میڈیا اصلاح کی بجائے فتنہ انگیزی کا میدان بنا رہے گا۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست ایک ایسا قومی تربیتی ادارہ قائم کرے جو سوشل میڈیا صارفین کو نہ صرف ڈیجیٹل مہارت بلکہ دینی و اخلاقی شعور سے بھی آراستہ کرے، تاکہ اظہارِ رائے ذمہ داری، بصیرت اور شرعی تقاضوں کے مطابق استعمال کریں۔

افرادر سازی کا معاشرتی کردار

میڈیا، بالخصوص سوشل میڈیا، جہاں خیالات اور معلومات کی ترسیل کا تیز ترین ذریعہ ہے، وہیں فرد کی فکری، اخلاقی اور شعوری تربیت میں بھی غیر معمولی اثر رکھتا ہے۔چونکہ تمدن کی بنیاد فرد ہے، اس لیے اس کی تعلیم و تربیت ریاست کی اوّلین ذمہ داری قرار پاتی ہے۔تاریخ اسلام میں ہمیں اس کا روشن نمونہ ریاستِ مدینہ میں نظر آتا ہے، جہاں نبی کریم ﷺ نے تعلیم کو اولین ترجیح دی۔آپ ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد مسجدِ نبوی کو نہ صرف عبادت بلکہ تعلیم و تدریس کا مرکز بنایا۔آپ ﷺ نے اہلِ صفہ کی تعلیم و تربیت کی خصوصی نگرانی فرمائی، اور قبائل میں معلمین بھیجے تاکہ علم عام ہو اور جہالت کا خاتمہ کیا جا سکے[73]۔

---

[71] سنن الترمذی، کتاب الفتن، حدیث:2509 ۔

[72] القرآن،35: 18۔

[73] ڈاکٹر نور حیات خان، ریاست کا تعلیمی نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں،(سیرت اسٹڈیز8، شمارہ8-دسمبر 2023)، ص17-43۔

ریاستِ مدینہ میں یہ فریضہ صرف انفرادی سطح تک محدود نہیں تھا بلکہ اجتماعی و حکومتی سطح پر علم کی ترویج، سوال و جواب کے مواقع، اور شعوری آزادی کو فروغ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک کمزور، منتشر اور قبائلی معاشرہ تعلیم و اخلاق کے ذریعے ایک مہذب، متوازن اور اصولی ریاست میں ڈھل گیا۔ آج کی جدید ریاستیں اگر سوشل میڈیا کو ایک طاقتور تربیتی آلہ کے طور پر استعمال کریں تو فکری انحطاط، جہالت اور انتشار کو ختم کر کے ایک پر امن اور باوقار معاشرے کی تشکیل میں مؤثر آلے کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔

قومی نظریاتی آساس کا استحکام اور سوشل میڈیا

سوشل میڈیا ابلاغ کا ایک مؤثر نعم البدل ہے، جس کا درست اور بامقصد استعمال سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اعلیٰ نظریاتی اہداف کے حصول کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ امتِ مسلمہ کے نوجوان جو مستقبل کے معمار ہیں، بہر صورت ان کو طاغوتی قوتوں کا آلہ کار بننے سے محفوظ رکھنا ریاست کی بنیادی اور اولین ذمہ داری ہے۔ اگر انہیں نظریاتی استحکام فراہم نہ کیا جائے، تو دشمنانِ اسلام کے نظریاتی حربوں کا شکار ہو سکتے ہیں، کیوں کہ ان کی نظریاتی استحکام میں ریاستی استحکام مضمر ہے۔ ریاست اگر سوشل میڈیا جیسے پلیٹ فارم کو تعلیم، تربیت اور اخلاقی راہنمائی کے لیے منظم انداز سے بروئے کار لائے، تو امتِ مسلمہ کے مستقبل؛ نوجوانوں کو فکری پختگی، دینی وابستگی اور نظریاتی استقامت کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے۔

سوشل میڈیا جو ریاست کے لیے ایک ناگزیر ضرورت بن گیا ہے، لیکن ایک ناسور سے کم بھی نہیں ہے۔ اس کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ قاعدہ خُذ مَا صَفَا ودَعْ مَا كَدِرَ[74] کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے مثبت اور تعمیری مواد کو فروغ دینا اور مضر اثرات کی روک تھام ریاستی فریضہ ہے۔

آپ ﷺ نے نوجوانوں کو قیادت و سیادت، دعوت و تعلیم، تبلیغ و تلقین اور ریاستی امور میں کلیدی ذمہ داریاں سونپیں، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ[75] کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ[76] کو 18 سال کی عمر میں لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ یہ مثالیں اس امر کی دلیل ہیں کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے تربیت و نظریاتی شعور بنیادی شرط ہے۔

لہٰذا موجودہ دور میں ریاست سوشل میڈیا کو نہ صرف تعلیم و تربیت کے لیے مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرے بلکہ اسے قومی نظریاتی سلامتی کے ایک ستون کے طور پر بھی مستحکم کرے۔

سوشل میڈیا اور سائبر کرائم

انسانی سماج میں فریب، غنڈہ گردی، ہراسانی اور دھوکہ بازی کا عنصر اس وقت سے چلا آرہا ہے، جس وقت سے شیطان انسان کے رتبہ سے جل بن کر دشمن کے طور پر سامنے آیا اور دربارِ الٰہی سے مردود ٹھہرا[77]۔ آج یہ فتنہ سوشل میڈیا کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے، جو صرف

---

[74] جو بے غبار ہے لیا جائے اور جو ناپاک ہے چھوڑ دیا جائے (دیکھئے: عبداللہ بن علوی الحداد، قصیدۃ، https://alhabibumar.com)

[75] محمد ناصر الدين، الألباني (المتوفى: 1420 هـ) ،(دار الصميعي للنشر والتوزيع، الرياض، العربية السعودية، 2002م) ، ج 1، ص 216۔

[76] اسماعيل ابن كثير، البداية والنهاية، (بيروت: دار الفكر، س ن ندارد)، ج 5 ، ص 240

[77] القرآن ، 17: 62

ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ سائبر بدمعاشی(Cyber Bullying) ، ذہنی دباؤ، اور دماغی صحت کو متاثر کرنے کا ایک مہلک ذریعہ بھی بن چکا ہے۔ مختلف سائنسی تحقیقات کے مطابق یہ رویے نوجوانوں میں خودکشی، احساسِ کمتری، اور جذباتی بحران کا سبب بنتے ہیں[78]۔

Wikileaks اور Panama Leaks جیسے انٹرنیٹ انکشافات نے دنیا بھر کی بااثر شخصیات کو بے نقاب کر کے سیاسی اضطراب بھی پیدا کیا[79]۔ یہی سوشل میڈیا اب ریاستی رازوں کے افشاء، افواہوں کے فروغ اور عوامی جذبات کے استحصال کے لیے استعمال ہو رہا ہے، جس سے داخلی و خارجی سطح پر انتشار پھیل رہا ہے۔ بین الممالک سوءِ تفاہم اور جنگوں کی طرف ان کو لے جانے کا بھی یہ ایک اہم ٹول سمجھتے ہیں۔

اس لیے حکومت وقتاً فوقتاً الیکٹرانک کرائمز کی روک تھام کے لیے قوانین کا سہارا لیتی رہتی ہے، جیسا کہ (ترمیمی) ایکٹ 2024' کے مسودے میں ڈیجیٹل رائٹس پروٹیکشن اتھارٹی (ڈی آر پی اے) کے قیام کی تجویز دی گئی ہے[80]، جس کا مقصد سائبر جرائم کا تدراک اور مؤثر کنٹرول ہے۔ تاہم قانون سازی سے بڑھ کر ریاست کو علمی، فکری اور دینی طور پر مستحکم نوجوان ماہرین کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے، جو اپنی صلاحیتوں سے قوم و ملک کی خدمت سرانجام دے سکیں، جو سوشل میڈیا پر اسلامی اقدار کے محافظ اور نظریاتی دفاع کے علم بردار بن کر ابھریں۔ ایسے ماہرین کی اسلام میں بڑی پذیرائی ملتی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ[81] ایک ماہر عالم دین ہزار عابدوں پر بھاری ہے، اس کی وجہ یہ کہ وہ شیطانی راستوں کے لیے رکاوٹ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقیہ علم، حکمت اور بصیرت کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے اور گمراہی کے راستوں میں رکاوٹ بنتا ہے، جبکہ جاہل شخص آسانی سے فتنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

آج کا ایک ٹیکنالوجسٹ، تنہا ایک کمرے میں بیٹھ کر پوری قوم بلکہ پوری دنیا پر اثرانداز ہو سکتا ہے۔ ایک کلک سے وہ معاشروں کو غارت کر رہا ہوتا ہے۔ ٹھیک و غلط سے قطع نظر ایک معنی خیز قوت رکھتا ہے، جو پوری آبادی اور ایک جماعت سے بھی بھاری بھر کم کام سرانجام دے رہا ہوتا ہے[82]۔ ایسے میں اگر یہی ماہرین سیرت نبوی ﷺ کے اعلیٰ اخلاق، حکمت اور بصریت سے مزین ہوں تو دشمن کے پروپیگنڈے کا علمی اور مؤثر جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ سیرت ہمیں سکھاتی ہے کہ علم کے بغیر ابلاغ، فتنہ بن سکتا ہے، جبکہ بااخلاق اور دانشمند میڈیا شخصیات، ریاست و ملت کے بہترین اور سچے محافظ ثابت ہو سکتے ہیں۔

فرد کی سماجی تنہائی اور سوشل میڈیا

سوشل میڈیا پر حد سے زیادہ انحصار نے فرد کی نجی اور سماجی زندگی کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ انسان ورچوئل دنیا میں اس حد تک محو ہو چکا ہے کہ حقیقی رشتے، معاشرتی روابط اور باہمی ملاقاتیں پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ خاندان، دوست و احباب کے ساتھ وقت نظرانداز ہوتا جا رہا

---

78 Kowalski, Robin M., and Susan P. Limber. "Psychological, Physical, and Academic Correlates of Cyberbullying and Traditional Bullying, (Journal of Adolescent Health 53, no. 1 (2013), S13, S20.

79 Greenwald, Glenn. No Place to Hide: Edward Snowden, the NSA, and the U.S. Surveillance State. (New York: Metropolitan Books, 2014.)

80 سائبر کرائم قانون میں تبدیلیوں کا فیصلہ: https://www.dawnnews.tv/news/1247702

Ministry of IT and Telecom, Government of Pakistan. Electronic Crimes (Amendment:) Act 2024, Islamabad), Government Printing Press, 2024.

81 قال الامام الترمذی:«هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ» سنن الترمذی، حدیث:2681،وعلق علیه الامام السخاوی وقال: أسانيده ضعيفة لكنه يتقوى بعضها ببعض. القاصد الحسنة، ج1، ص 462۔

82 ڈاکٹر نور حیات خان، مستقبل کے چیلنجز میں طلبہ کا کردار: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں، (ہزارہ اسلامیکس، جلد 5، شمارہ 2-2016ء)، ص 29۔

ہے، جس کی وجہ سے فرد ایک متوازن، بامقصد اور پر مسرت زندگی سے محروم ہو رہا ہے۔ نتیجتاً، تنہائی، اضطراب، ذہنی دباؤ اور روحانی خلا جیسی کیفیتیں جنم لے رہی ہیں، جو نہ صرف نفسیاتی سطح پر نقصان دہ ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی ایک سماجی المیہ کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔

اسلام ایسی انفرادی زندگی کو پسند نہیں کرتا جو اجتماعیت سے کٹی ہوئی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ , أَفْضَلُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ[83] وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے کہیں زیادہ افضل ہے، اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہو اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت نہیں کرتا۔

قرآن بھی ہمیں یہی تلقین کرتا ہے کہ تم نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو[84]۔ ہدایات ربانی ہمیں سماجی تعاون، اجتماعیت اور معاشرتی ہم آہنگی کی ترغیب دیتی ہیں، جب کہ سوشل میڈیا کی حد سے زیادہ مشغولیت اس قرآنی اصول کے منافی ایک انفرادی، الگ تھلگ اور خود غرض طرزِ زندگی کو فروغ دے رہی ہے۔

افضلیت کا معیار صرف انفرادی علمی مہارت پر نہیں، بلکہ معاشرے سے جڑے رہنے اور اجتماعی اصلاح اور فلاح میں کردار ادا کرنے پر حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی فطرت اجتماعیت سے پیوست ہے، اور سماجی صحت مندی اس وقت ممکن ہے جب افراد ایک دوسرے سے جڑے رہیں۔ بد قسمتی سے، سوشل میڈیا کی غیر متوازن مصروفیت انسان کو تنہائی، خود پسندی اور سماجی بے حسی کی طرف دھکیل رہی ہے، جو نہ صرف انفرادی شخصیت کو کمزور کرتی ہے بلکہ معاشرے کے تانے بانے کو بھی متاثر کرتی ہے۔

اس المیے کی ایک تلخ مثال حمیرا[85] جیسی نوجوان لڑکی کی افسوسناک موت ہے[86]، جو ورچوئل تنہائی میں گم ہو کر شدید ذہنی دباؤ اور احساسِ بے کسی کا شکار ہوئی۔ وہ ایک حساس ذہن رکھنے والی باصلاحیت فرد تھی، مگر حقیقی سماجی روابط سے محرومی، جذباتی خالی پن اور غیر محسوس تنہائی نے آخر کار اسے زندگی سے محروم کر دیا۔ حمیرہ کی کہانی ایک لمحۂ فکریہ ہے، جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ اگر ہم نے وقت پر سوشل میڈیا کی دنیا اور حقیقی زندگی کے درمیان توازن قائم نہ کیا، تو ہم نہ صرف افراد کھوئیں گے، بلکہ انسانیت کے وہ قیمتی رشتے بھی، جن پر ایک پرامن اور صحت مند معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

وقت کے ضیاع کا سدباب اور سوشل میڈیا

نوجوان کسی بھی ریاست کا مستقبل ہوتے ہیں، مگر افسوس کہ آج کا نوجوان سوشل میڈیا کی غیر ضروری مصروفیت میں وقت ضائع کر رہا ہے۔ وقت، جو دراصل انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے، رفتہ رفتہ بے معنی سرگرمیوں کی نذر ہو رہا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے: **"الوقت اثمن من الذهب"** یعنی وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔ عقل مند وہی ہے جو وقت سے سونا کشیدہ کرتا ہے، جبکہ غفلت شعار وقت گنوا کر سب کچھ کھو بیٹھتا

[83] أبو الحسين عبد الباقي بن قانع بن مرزوق (المتوفى: 351هـ) معجم الصحابة، (تحقيق: صلاح بن سالم المصراتي ، مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة المنورة، 1418هـ)، ج۲، ص۸۳۔

[84] وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (القرآن، 5 :2)۔

[85] وہ ایک بہت سلجھی ہوئی لڑکی تھی اور شوبز انڈسٹری سے وابستہ تھی۔ منگل کی شب ڈیفینس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی میں جولائی 2025 کو اپنے فلیٹ میں مردہ پائی گئی۔ *(https://www.bbc.com/urdu/articles/czxe15vw9dyo)*

[86] Ayesha Khalid, *Digital Isolation and the Youth Crisis: Case Studies from Urban Pakistan*)Lahore: Markazi Nashriyat, 2023), p. 115.

ہے۔اسی لیے قرآن نے بھی وقت کی قسم کھائی ہے: وَالْعَصْرِ [87] زمانے کی قسم انسان خسارے میں ہے، سوائے عمل کرنے والوں کے۔ دنیا میں محنت کرنے والوں نے انسانیت کو زندگی کی آسائشوں سے نوازا ہے، لیکن تاریخ کا سبق ہے کہ وقت کی قدر نہ کرنے والے ہمیشہ ذلیل و خوار اور زوال پذیر ہوئے ہیں۔ آج ۵۷ مسلم ریاستیں اسی زوال کا نمونہ بن چکی ہیں، جو دوسروں کی دستِ نگر بن کر بے وقعت اور بے وزن رہ گئی ہیں۔

اس سنگین حقیقت کے پیشِ نظر، ضروری ہے کہ ریاست اور تعلیمی ادارے ایک منظم حکمت عملی وضع کریں تاکہ مستقبل کی جنریشن کو سوشل میڈیا پر غیر ضروری امور میں وقت ضائع کرنے سے بچایا جائے۔ وقت ضائع کرنے والوں کا انجام قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے: وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ [88] اور وہ اس میں (جہنم) چیختے چلاتے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال دے تاکہ ہم اچھا کام کریں اس کے برخلاف جو ہم پہلے کرتے تھے (جواب ملے گا) اور کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا، وہ سوچ سکتا تھا اور (پھر) تمہارے پاس ڈر سنانے والا بھی آ چکا تھا، پس اب (عذاب کا) مزہ چکھو سو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور حدیثِ پاک میں آپ ﷺ نے وقت کی اہمیت کے بارے میں فرمایا: **نِعمتانِ مغبونٌ فيهما كثيرٌ مِن النّاس: الصِّحَّةُ والفَراغُ** [89] دو نعمتوں؛ صحت اور فارغ وقت کی قدر میں اکثر لوگ نقصان میں رہتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی واضح ثبوت ہے کہ فارغ وقت کا ضیاع صرف ذاتی نہیں، بلکہ اجتماعی ناکامی میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

لوگوں کا خیال ہے کہ صحت ہمیشہ رہے گی، اور کوئی ناگہاں مصروفیت کہیں نہیں ہوگی، لیکن نعمتوں کی ناقدری کے آزمائش میں جب انسان ناکام رہے تو نعمتیں چھین لی جاتی ہیں، جیسا کہ ایک اور حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ [90] "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو؛ بڑھاپے سے پہلے جوانی، بیماری سے پہلے صحت، محتاجی سے پہلے تونگری، مصروفیت سے پہلے فراغت اور موت سے پہلے زندگی کو"۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کے نوجوانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ اس نے اگر وقت کی قدر نہ کی تو نہ صرف وہ خود، بلکہ ریاست بھی فکری، معاشی اور نظریاتی زوال کا شکار ہوگی۔ وقت کا صحیح استعمال، نوجوان کی شخصیت، اور ریاست کی مضبوطی کا بنیادی ستون ہے۔

نتائجِ تحقیق

1. **تعلیم و تربیت ترقی کی بنیاد:** تعلیم و تربیت معاشرتی استحکام اور فرد کی شخصیت سازی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ تربیت کے بغیر تعلیم غیر مؤثر اور سطحی رہتی ہے۔
2. **ڈیجیٹل ذرائع کی تعلیمی افادیت:** سوشل میڈیا اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم و تربیت کو زیادہ فعال، تیز رفتار اور دوطرفہ بنا دیا ہے، جس سے عالمی سطح پر علمی رسائی ممکن ہوئی ہے۔

---

87 القرآن، 110 :1 ۔

88 القرآن، 35: 37

89 محمد بن إسماعيل البُخَارِي، باب ما جاء في الصحة والفراغ وأن لا عيش إلا عيش الآخرة ،(دار ابن كثير ، اليمامة ، بيروت 1987،تحقيق : د. مصطفى ديب البغا ،جامعة دمشق)،حديث:6049.

90 محمد بن عبد الله الحاكم ، المستدرك، (تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا ، دار الكتب العلمية ،بيروت 1990)،حديث:6049.

3. **سوشل میڈیا بطور مثبت تعلیمی وسیلہ:** اگر سوشل میڈیا کو دینی، اخلاقی اور تعلیمی مقاصد کے لیے مؤثر انداز میں استعمال کیا جائے تو یہ اسلامی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور تحقیقی رجحانات کے فروغ کا اہم ذریعہ بن سکتا ہے۔
4. **اخلاقی تربیت کے چیلنجز:** سوشل میڈیا پر موجود غیر اخلاقی اور غیر دینی مواد نئی نسل کی فکری ساخت کو متاثر کر رہا ہے، جس کے تدارک کے لیے اخلاقی نگرانی اور تربیتی رہنمائی ناگزیر ہے۔
5. **اسلامی اقدار کا تحفظ:** تعلیمی و تربیتی مواد کی شرعی بنیادوں پر جانچ اور غیر اسلامی اثرات کے خلاف فعال نگرانی، قومی نظریاتی و تہذیبی استحکام کے لیے ضروری ہے۔
6. **ریاستی اداروں کا کردار:** پیمرا، اسلامی نظریاتی کونسل اور وزارتِ تعلیم جیسے اداروں کو چاہیے کہ وہ ڈیجیٹل تربیت، اخلاقی نگرانی اور سوشل میڈیا کی پالیسی سازی میں مؤثر کردار ادا کریں۔

تجاویز و سفارشات

1. **نصاب اور پالیسیوں کی اسلامی بنیاد پر تشکیل:** حکومت اور متعلقہ ادارے تعلیم و تربیت کے لیے ایسا نصاب مرتب کریں جو اسلامی مقاصد، قومی ثقافت اور اخلاقی اقدار سے ہم آہنگ ہو، اور اس پر اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے معیاری قانون سازی کی جائے۔
2. **مربیان، والدین اور ماہرین کی تیاری و اشتراک:** تعلیم و تربیت کے عمل کو مؤثر بنانے کے لیے باصلاحیت اساتذہ، باشعور والدین اور تربیتی ماہرین کا باہم تعاون ناگزیر ہے تاکہ وہ بچوں کی ذہنی و اخلاقی تشکیل میں مشترکہ کردار ادا کر سکیں۔
3. **تعلیمی اداروں میں جدید میڈیا کی مؤثر شمولیت:** تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ کو تدریسی مقاصد سے ہم آہنگ کریں، تاکہ معلومات کی فوری رسائی اور جدید طرزِ تدریس کو فروغ حاصل ہو۔
4. **میڈیا صارفین کی تربیت اور ذمہ داری:** جدید ذرائع ابلاغ کے مؤثر اور محفوظ استعمال کے لیے صارفین (خصوصاً نوجوانوں) کی اخلاقی و فکری تربیت کو لازم قرار دیا جائے، اور سوشل میڈیا اکاؤنٹس یا سائٹس کے استعمال سے قبل بنیادی تربیت شرط ہو۔
5. **اجتماعی ذرائع اور اداروں کی مربوط تنظیم:** خاندان، اسکول، مسجد، میڈیا اور ریاستی ادارے تعلیم و تربیت کے یکساں اہداف پر کام کریں، تاکہ ہر سطح پر مربوط اور ہم آہنگ کردار سامنے آئے۔
6. **آگاہی، تربیت اور ضابطہ بندی کے عملی اقدامات:** سیمینارز، ورکشاپس، اردو زبان میں اصول و ضوابط کی فراہمی، اور مواد کی مسلسل نگرانی جیسے اقدامات ریاستی سطح پر نافذ کیے جائیں تاکہ میڈیا کے مثبت اثرات کو فروغ اور منفی پہلوؤں کا تدارک کیا جا سکے۔